راجندر سنگھ بیدی کا افسانوی فن
از : اکرام علی راشد
مورخہ 20 اکتوبر ۲۰۲۰

(وہ بڈھا)

بیدی کی کہانیوں کی جڑیں اُن کے عہد کے معاشرتی اور تاریخی رکھ رکھاؤ میں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں ۔وہ اپنی کہانیوں میں داخلی کرب اور سماجی کرب کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور بقیہ تمام سچائیاں انہیں کے تابع اپناسفر طے کرتی ہیں ۔بیدی کا یہ خیا ل تھا کہ جس ادیب کی جڑیں اپنی زمین میں جس قدر گہر ی ہوں گی اور جو اپنے سماجی دکھ درد سے جتناقریب ہوگا،اُس کا فن اُسی قدر تواناااور جان دار ہوگا۔یہی وجہ ہے کہ بیدی کی تمام کہانیوں میں اُن کے اِس خیال کاپَرتو نظر آتا ہے ۔بیدی کے تجربے اور مشاہدے نہ تو سرسری تھے اور نہ ہی سطحی بلکہ اُن کی جزئیات نگاری ،ماحول نگاری اور کردار نگاری اِس بات کی دلالت کرتی ہیں کہ بیدی اپنے ماحول کو آنکھ بند کر کے نہیں دیکھتے تھے بلکہ کھلی آنکھوں سے دیکھتے اور محسوس کرتے تھے ۔ اِس لیے اُن کی کہانیاں صرف کہانیاں نہیں ہیں بلکہ زندگی کی ٹھوس حقیقت اور اُس کی باز گزشت ہیں ۔بیدی کایہی فن اُن کو ایک لازوال افسانہ نگار بنا دیتا ہے۔

بیدی کے فن کی ایک خصو صیت اُن کی خاموش مزاجی بھی ہے۔اُن کی کہانیوں کے کردار بلند بانگ اور چلبلے نہیں ہوتے بلکہ خاموش، سنجیدہ اور سر گوشی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن اِس قدر مؤثر ہوتے ہیں کہ عقبی دروازے سے کب قاری کے دل و دماغ میں داخل ہو جاتے ہیں اِس کا پتہ ہی نہیں چلتا اور قاری بھی بے حد سنجیدگی کے ساتھ کہانی کے ماحول میں گم ہو جاتا ہے۔بیدی کے فن کا یہی کرشمہ ہے جو دھوئیں کی طرح ذہن پر چھا جا تا ہے اور افسانوی منظر آہستہ آہستہ آنکھوں کے سامنے واضح ہوتا جاتاہے ۔

بیدی کے افسانوں کا موضوع متوسط طبقہ اور اُن کی زندگی کے مسائل کے اِرد گرد گھومتا ہے ۔ اُن کی تحریروں پرپنجابی زبان کے اثرات بھی ہیں ۔ پنجابی گھرانوں میں اردو بولنے کا ایک خاص انداز ہوتا ہے۔جس میں ہندی اور پنجابی کے الفاظ اپنا تسلط بنائے رہتے ہیں ۔ اِس مخصوص انداز نے اُن کی تحریروں میں ایک کھنکتی ہوئی کیفیت پیدا کردی ہے ۔گرچہ اِس سلسلے میں بید ی پر اعتراضات بھی کئے گئے ہیں کہ اُن کے زبان وبیان میں پنجابیت کا اثر زیادہ ہے جس سے اردو زبان کی لطافت مجروح ہوگئی ہے ۔ جہاں تک میں سمجھتی ہوں بیدی کے اِس اندازِ بیان کے پس پشت دو چیزیں کا ر فرماتھیں ایک یہ کہ بیدی اُن دونوں زبانوں (اردو اور پنجابی) کو ایک دوسرے کے قریب لا نا چاہتے تھے۔ دوسرے یہ کہ اگر اُن کے افسانوں کا دونوں زبانوں میں سے کسی ایک زبان میں ترجمہ کیا جائے تو صرف رسم الخط بدلنے کی ضرورت پیش آئے ۔ باوجود اِس کے بیدی کے افسانوں میں ہندی اور پنجابی کے الفاظ حسبِ ضرورت استعمال ہوئے ہیں ۔دانہ ودام، چھوکری کی لوٹ، من کی من میں ،ایسی کہانیاں ہیں جہاں پنجابی الفاظ موقع برمحل نظر آتے ہیں اور اِس سے کہانی کی داخلی روح مجروح نہیں ہوتی ۔ اِن افسانوں میں بیدی نے کرداروں کو حسبِ حال کلام کرتے ہوئے دکھایا ہے۔ ظاہرہے افسانوں میں جس طبقے کی پیش کش ہوگی، افسانہ نگاراُس کے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے ہی اپنا انداز بیان بھی بدلے گا اور لفظیات بھی. یہ تمام افسانے بیدی کے فطری اندازِ بیان کے مظہر ہیں ۔

ہر زمانہ اپنے بطن میں انقلاب چھپائے ہوتا ہے ۔ جو وقت اور حالات کے تحت رونما ہوتا ہے ۔جس کے ذریعے زمانے کے ذہنی رجحانات میں تبدیلی آتی ہے ۔جو بہتے ہوئے سیلِ رواں کے رُخ کو ایک خاص راہ پر لگا دیتا ہے ۔بیدی کا زمانہ ایسا ہی تھا ۔ ۱۹۴۷ء کے انقلاب نے شعوری یاغیر شعوری طور پر افسانہ نگاروں کو کردار نگاری کی طرف متوجہ کیا ۔اِس بحرانی دور سے بیدی بھی متاثر ہوئے اور تقسیمِ ملک کے بعدایسے کئی کرداروں کی تخلیق کی جو ایک خاص مقصد کے تحت تھے۔انہوں نے سماج اور ماحول سے زندہ اور متحرک کردار اخذ کئے ۔ اُس زمانے میں انسانوں پرجو بر بریت ہو رہی تھی اور جو غیر ہمدردانہ رویہ اختیار کیا جارہا تھا وہ بیدی کے افسانوں میں صدائے احتجاج بن کر ابھرے ۔انہوں نے اپنے افسانوں میں کردار وں کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کیا ۔ اُن کے ساتھ دل لگی کی ۔ اُن کے لیے زندگی کی محرومیوں کو خوشیوں میں تبدیل کرنے کی کوشش کی اور اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ بیدی نے منٹو کے بر خلاف اپنے افسانوں میں شرفاء کی زندگی خصوصاً سکھ یا ہندو گھرانوں کی زندگی کو موضوع بنایا اور اُ ن کے کرداروں کے طبقاتی ،خانگی اور معاشی مسائل اوراُن کے نفسیاتی و جذباتی کش مکش کو پیش کیا۔اِس سلسلے میں انہوں نے ہندو دیو ما لا سے بھی استفادہ کیا ۔'' گرم کوٹ'' جو بیدی کی آپ بیتی ہے اِس میں خود کو بطور کردار پیش کیاہے۔ کردار نگاری، بیدی کے افسانوں کا ایک اہم جز و ہے ۔انہوں نے کئی بلند مرتبت کردار تخلیق کئے ہیں ۔'بھاگو' جیسے کردار کے نزدیک 'ڈاکٹر' جیسا کردار بونا نظر آتا ہے ۔' بھولا 'کاکردار انسانیت کی مجسم صورت ہے ۔ وہ انسان کی بنیادی خوبیوں کو پیش کرتا ہے ۔ اِن کے علاوہ ببل،مادھو ،زین العابدین، لاجونتی اورمدن بھی قابل ذکر ہیں ۔

بیدی کے افسانوں میں عورت ایک خاص مرکز کی حامل رہی ہے ۔دیگر افسانہ نگاروں کی طرح بیدی نے بھی عورت کو مختلف شکلوں میں پیش کیا ہے۔اِ ن کے یہاں عورت اوراُس کی زندگی کرشن چندر کی طر ح پاکیزہ اورلطیف تصوّر کے ساتھ موجود ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ کرشن چندر عورت کو سراپا حسن سمجھتے ہیں ۔ اُن کی نگاہ عورت کے خوبصورت جسم پر ہوتی ہے اوروہ عورت کو رومانی فضاؤں کے پس منظر میں دیکھتے ہیں ۔ برخلاف اِس کے بیدی کے یہاں عورت مجسم سیرت ہے۔ اُن کی نگاہ عورت کی روح پر ہوتی ہے جسم پرنہیں ۔ جسے بیدی انسانی رشتوں کے پس منظر میں دیکھتے ہیں ۔'اندو' اِسی انسانی رشتوں میں بندھی روایتی ہندوستانی عورت کی سچی اور جیتی جاگتی تصویر ہے، جسے بچپن سے ہی غلامانہ سپرد گی کی تربیت ملی تھی ۔مہر و وفا ، ایثار وقربانی کی یہ مورت ہر ایک کا غم بانٹتی ہے لیکن خود اُس کا غم بانٹنے والا کوئی نہیں ہو تا اور یہ توقع وہ اپنے شوہر سے بھی کرتی ہے لیکن اِس خواہش کی تکمیل میں اُس کی عمر گزر جاتی ہے۔ عورت کی نفسیاتی کشمکش کا اِس افسانہ میں جس انداز سے تجزیہ کیاگیاہے وہ لائق تحسین ہے ۔ جسے بیدی نے مؤثر انداز میں پیش کیاہے۔ اِس کے علاوہ لاجونتی، درشی اور ہولی کاکردار بھی جان دار اور مؤثر ہے ۔

Scanned with CamScanner